AL-'ULŪM (January-June) 2021), 2:1
(42-58)

اسلام میں آسانی اور رفع حرج کے بنیادی اصول اور ان کی عصری تطبیقات

Fundamental Principles of Ease and Removal of hardship in Islam and its Contemporary Applications

Muhammad Tajuddin (Ph. D) *1
Senior Research Scholar, Farid-e-Millat Research Institute, Model Town, Lahore

Keywords:

Easiness, Principle, Sharī'ah, Removal of hardship,

Abstract: *The study establishes the fact that the ease and convenience are not ignored in Islamic injunctions. That is why we find that almost all of the basic principles of Sharī'ah originated from and inspired by mercy, clemency, and compassion. The holy Prophet (P.B.U.H) used to love and prefer the easier and more convenient way of completing the actions. According to a tradition of Saḥīḥ Bukharī, the holy Prophet (P.B.U.H) said: "the basic quality of religion is easiness, whosoever adopts intensity in religion, he gets confused". The paper also expounds the concept that in particular circumstances when compliance of certain commandment of Sharī'ah becomes impossible, or impracticable, people can resort to easiness and convenience. It shows the rationality and neutrality of Islam. In this article it is also highlighted that necessity and convenience is one of the prime legal principle in Islamic Sharī'ah. This fact is quite obvious and prominent in all Islamic affairs related to individual as well as social life. In particular circumstances, in case of necessity or impulsive need of the time, prohibited things become permissible in Islam. All leading Islamic jurists have emphasized the need of amendments in Islamic law given the contemporary situations and events in order to make convenience and comfort for the followers.*

Tajuddin, M. (2021). Fundamental Principles of Ease and Removal of hardship Islam and its Contemporary Applications. Al-'Ulūm, 2(1), 42-58.

1. Email: manaeemi@jamiahamdard.ac.in

C

Content from this work is copyrighted by *Al-'Ulūm*, which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific referencing.

اسلام کی ہدایت پر مبنی تعلیمات اور احکامات آفاقی اور ہمہ گیر ہیں ہر زمانے کی ضروریات اور مسائل کا حل اسلام کی سنہری تعلیمات میں پوشیدہ ہے۔ اس لئے ان اَحکامات میں شارع کی طرف سے نرمی، سہولت اور لچک کی وسیع گنجائش رکھی گئی ہے۔ دینِ اسلام کی سب سے بڑی خوبی اس کا وقت کے تقاضوں کے مطابق مفید اور آسان ہونا ہے۔ اسلامی تعلیمات واحکامات کی رو سے دین میں کسی قسم کی سختی اور دشواری نہیں رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی کمزوری کی بنا پر فرائض کی بجا آوری کو آسان فرمایا ہے اور ان پر ایسے فرائض عائد نہیں فرمائے جنہیں وہ پورا نہ کر سکتے ہوں۔ قرآن کریم کی درج ذیل آیات اس کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تمہارے لئے سہولت اور نہیں چاہتا تمہارے لئے دشواری۔"[۱]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ کہ رکھے تم پر کچھ تنگی۔"[۲]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "(اے مسلمانوں!) اب تخفیف کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر اور وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزوری ہے۔"[۳]

ان آیات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ دین اسلام میں آسانی اور یُسر و سہولت کا پہلو پسندیدہ جب کہ تنگی اور سختی کا پہلو ناپسندیدہ امر ہے۔ اس سلسلے میں حضور نبی اکرم ﷺ کا لایا ہوا دین قیامت تک بنی نوع انسان کی کامل رہ نمائی کرتا رہے گا۔ شریعت کے اس پہلو کی طرف فقہائے کرام نے اپنی کتب فقہ میں تفصیلی مباحث ذکر کی ہیں جن میں مندرجہ ذیل کتب خاص طور پر پیش کی جا سکتی ہیں: امام ابن حزم ظاہری (المتوفی:۴۵۶ھ) کی **الإحكام في أصول الأحكام**، امام الحرمین محمد الجوینی (المتوفی:۴۷۸ھ) کی **البرهان في أصول الفقه**، امام غزالی (المتوفی:۵۰۵ھ) کی **المستصفى**، امام رازی (المتوفی: ۶۰۶ھ) کی **المحصول**، امام آمدي (المتوفی: ۶۳۱ھ) کی **الإحكام في أصول الأحكام**، سلطان العلماء امام ابو القاسم (المتوفی: ۶۶۰ھ) کی **قواعد الأحكام في مصالح الأنام**، محمد بن مفلح (المتوفی:۷۶۳ھ) کی **أصول الفقه**، قاضی بیضاوی (۷۸۵ھ) کی **منهاج الوصول إلي علم الأصول**، امام شاطبی (المتوفی:۷۹۰ھ) کی **الموافقات**، امام زرکشی (المتوفی:۷۹۴ھ) کی **البحر المحيط في أصول الفقه**، ابن رجب الحنبلي (المتوفی:۷۹۵ھ) کی **القواعد لابن رجب**، امام شوکانی (المتوفی:۱۲۵۰ھ) کی **إرشاد الفحول إلي تحقيق**

۱- القرآن، ۲:۱۸۵۔

۲- القرآن، ۵:۶۔

۳- القرآن، ۸:۶۶۔

الحق من علم الأصول، امام سبکی (المتوفی: ۷۷۱ھ)، امام ابن نجیم (المتوفی: ۹۷۰ھ) اور امام سیوطی (المتوفی: ۹۱۱ھ) کی **الأشباه والنظائر** کے نام سے الگ الگ کتب، اور عطیۃ بن محمد سالم (المتوفی: ۱۴۲۰ھ) کی **محاسن الشريعة ومساويء القوانين الوضعية** وغیرہ۔ مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر، مختصر انداز میں عصری تقاضوں سے ہم آہنگ بحث کی جائے۔ تو اس سلسلے میں زیر بحث مقالہ بعنوان "**اسلام میں آسانی اور رفع حرج کے بنیادی اصول اور ان کی عصری تطبیقات**" پیش کیا گیا ہے۔

اس مقالہ میں تجزیاتی اور تطبیقی منہج اختیار کیا گیا ہے تاکہ پہلے قرآن وحدیث اور فقہی آرا کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ کیا جائے پھر ان آرا کے تحت معاصر تطبیقات کے لیے عملی صورتیں وضع کی جائیں جس میں معاشرتی ضروریات کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔ انسانی زندگی کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لیے خالق نے انسان کو ایسا طرز حیات اختیار کرنے کا حکم نہیں دیا جس میں دشواری، مشکلات اور عملی امکانات نہ ہوں بلکہ اس نے انسانی فطرت اور نفسیات کے مطابق اسلام اور شریعت کو قابل عمل بنایا ہے، جس پر رسول اللہ ﷺ، صحابہ اور علمائے امت نے ہر زمانے کی ضرورت کے مطابق عمل کر کے اس کی عصری تطبیقات وضع کی ہیں۔ آنے والی سطور میں اس موضوع پر نقلی دلائل پیش کیے جائیں گے۔

رفع حرج ومشقت کے بارے میں قرآنی نقطہ نظر

اسلامی احکام کا مقصد اس کے ماننے والوں پر بوجھ ڈال کر ان کے لیے تنگی ودشواری پیدا کرنا نہیں بلکہ انسانی زندگی کے لیے احکامات کو قابل عمل بنانے کے لیے وسعت اور کشادگی دینا ہے، شارع چاہتا ہے کہ رخصت، سہولت اور آسانی کے ذریعے وہ شریعت پر عمل کروا سکے۔ اس سے لوگوں میں اللہ کریم کی ذات کے لیے فائدہ دینے والا اور رحیم وشفیق مالک کے جذبات پیدا ہوں گے۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ دینِ اسلام دینِ یسر وتخفیف ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے۔

۱- ﴿يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ﴾[٤]

(اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے دشواری نہیں چاہتا۔)

یہ آیت اللہ کے مہربان مربّی ہونے کی دلیل ہے جو اپنے بندوں کو احکامات بھی دیتا ہے مگر اُن کے لیے آسانی اور سہولت کا خیال بھی رکھتا ہے۔ تاکہ بندوں کی طبیعت، فطرت اور جسمانی ساخت کے ساتھ ساتھ حالات وماحول کے مطابق احکامات

۴- القرآن، ۲:۱۸۶۔

کو قابل عمل بھی بنایا جائے تو اس طرح جو اس کے لیے آسان ہے اس پر عمل کرنے کا وہ حق رکھتا ہے یہ آسانی اسے اپنے خالق کی طرف سے ملی ہے، اسے وہ اختیار کر سکتا ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ امام شعبی کا قول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ما خير رجل بين أمرين فا ختار أيسرهما الا كان ذلك أحبهما الى الله عزوجل۔ [۵]

"جب ایک انسان کو دو امور میں اختیار دیا جائے تو وہ اسے اختیار کرے جو اس کے لیے آسان ہے وہی امر اللہ عز وجلّ کے نزدیک بھی زیادہ پسندیدہ ہے"۔

مزید ایک دوسری آیت میں رفع حرج و مشقت کو اس انداز سے بیان کیا گیا ہے چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۲۔ ﴿يُرِيدُ ٱللَّهُ أَن يُخَفِّفَ عَنكُمْ ۚ وَخُلِقَ ٱلْإِنسَـٰنُ ضَعِيفًا﴾ [۶]

(اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کر دے، اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔)

اللہ کریم نے انسان کی کمزوری اور ناتوانی کو سامنے رکھتے ہوئے اسے تخفیف اور چھوٹ کے مستحق بھی سمجھا ہے جسے مذکور بالا آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ مگر اس سے انسان اپنے اعمال میں کمزوری ظاہر کر کے اپنے لیے حیلے بہانے تلاش نہ کرے کیوں کہ وہ ایسا رب ہے جو دلوں کے بھید جانتا ہے۔ جب کہ بیماری یا کسی دوسری مشکل کی وجہ سے دی گئی رخصت کو اختیار کرنے میں حرج نہیں۔ آنے والی آیت میں اسی جہت کو بیان کیا ہے۔

۳۔ ﴿مَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ﴾ [۷]

(اللہ نہیں چاہتا کہ وہ تمہارے اوپر کسی قسم کی سختی کرے۔)

اللہ کریم اعمال کی انجام دہی میں حرج، سختی اور تکلیف کو اپنے بندوں کے لیے مناسب خیال نہیں کرتا بلکہ وہ تو ہر قسم کی تکلیف اور سختی ختم کرنا چاہتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

۴۔ ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى ٱلدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ [۸]

(اور اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔)

۵۔ حسین بن مسعود البغوی، **معالم التنزیل** (الریاض: دار طیبہ، ۱۹۸۹م)، ۱:۲۰۱.

۶۔ القرآن، ۴:۲۸۔

۷۔ القرآن، ۵:۶۔

۸۔ القرآن، ۲۲:۷۸۔

مذکورہ آیات بینات سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعی احکام کی بنیادی خوبی سہولت اور آسانی ہے نہ کہ کسی قسم کی تنگی یا مشقت میں پڑنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ناتواں بندوں کے لیے رعایت پر رعایت، آسانی پر آسانی کو ہر حکم میں پیش نظر رکھا ہے[9] تاکہ اس کے بندے زندگی کے ہر لمحہ میں اس کی طرف انابت رکھیں۔

رفع حرج اور مشقت کے بارے میں احادیثِ مبارکہ

حضور نبی اکرم ﷺ کے متعدد فرامین سے سہولت اور یسر کا تصور نمایاں ہوتا ہے، چند احادیث درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

إن الدين يسر ولن يشاد الدين أحد إلا غلبه فسددوا وقاربوا وأبشروا واستعينوا بالغدوة والروحة وشيء من الدلجة.[10]

(بے شک دین آسان ہے، جو بھی دین کو مشکل بنانے کی کوشش کرتا ہے تو مغلوب ہو جاتا ہے، پس تم لوگ سیدھی راہ اختیار کرو، اعتدال میانہ روی اختیار کرو، خوش خبری دیتے رہو اور صبح وشام اور رات کے پچھلے پہر (کی عبادت) سے مدد حاصل کرتے رہو۔)

اس ارشاد نبوی میں دینی اعمال کی ادائیگی میں مشکل پسندی کی روش کو ترک کرنے کی ترغیب ہے کہ مبادا کوئی شخص اعتدال کو چھوڑ کر مبالغہ سے کام لے اور بعد میں وہ عمل پورے کا پورا یا کچھ حصہ سرے سے ہی چھوڑ جائے۔ پس اعمال صالحہ کی بجاآوری میں سختی کی بجائے میانہ روی پر گامزن ہونا دین متین کی روح ہے۔

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ما خير رسول الله ﷺ بين أمرين إلا أخذ أيسرهما مالم يكن إثما فإن كان إثما كان أبعد الناس منه۔[11]

(جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو چیزوں کے مابین اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے سہولت والے آسان امر کو اختیار کیا، اِلّا یہ کہ وہ گناہ کا کام ہو اگر ایسا ہوتا تو آپ ﷺ تمام لوگوں کی نسبت سب سے زیادہ اس امر سے دور رہنے والے تھے۔)

۹۔ محمد کرم شاہ، **ضیاء القرآن** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۵)، ۱:۴۴۶۔

۱۰۔ محمد بن اسماعیل بخاری، **الجامع الصحیح**، كتاب الإيمان، باب الدين يسر (**بیروت:** دار ابن کثیر، ۱٤۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء)، ۱:۲۳، رقم: ۳۹۔

۱۱۔ نفس مصدر، کتاب المناقب، باب في صفة النبي ﷺ، ۳:۱۳۳۶، رقم: ۳۳۶۷۔

اس فرمان مصطفوی ﷺ سے مترشح ہوتا ہے کہ عبادات و معاملات میں خواہ مخواہ اپنے آپ کو مشقت و مشکل میں ڈالنے کی بجائے آسانی والے امر کو اختیار کرنے کی فضیلت ہے۔یہی سنت نبوی ہے کہ سختی کی بجائے نرمی پیدا کی جائے ہاں گناہ والا کام ہو تو اس سے دور بھاگنا چاہیئے خواہ آسان ہی کیوں نہ ہو۔

۳۔ جب بنی اسد کی ایک خاتون کے بارے معلوم ہوا کہ وہ رات کو سوتی نہیں اور ساری رات نماز پڑھتے ہوئے گزارتی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس عمل کی تحسین نہیں کی اور فرمایا:

مه عليكم ما تطيقون من الأعمال فإن الله لا يمل حتى تملوا۔[۱۲]

(رک جاؤ تم اپنے آپ کو اس قدر اعمال کا مکلف بناؤ جتنے کی تم طاقت رکھتے ہو، کیونکہ اللہ تعالی تو ثواب عطا فرماتے ہوئے نہیں اکتائے گا بلکہ تم ہی اکتا جاؤ گے۔)

غور کیجیے کہ ہمارے آقا ﷺ کس قدر مشفق و مہربان ہیں کہ اعمال صالحہ کی بجا آوری میں بھی طاقت سے بڑھ کر مشقت اور سختی سے منع فرمایا کہ ایسا روش نہ اختیار کی جائے کہ اس کا انجام جسمانی تھکاوٹ اور اکتاہٹ ہو اور ہمت ہی جواب دے جائے لہٰذا معلوم ہوا کہ نفس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا مطلوب اور افضل ہے۔

۴۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو عشاء اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو فجر کی نماز طویل پڑھانے پر آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا تھا۔[۱۳]

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ فرائض کی ادائیگی میں بھی امام کے لیے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ضعیف اور کمزوز مقتدیوں کی رعایت اور آسانی کے لیے باجماعت نماز مختصر کرے اس قدر طویل نہ ہو جو لوگوں کے لیے گرانی کا باعث ہو۔اسی وجہ سے مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو سخت تنبیہ فرمائی۔

۵۔ حضرت محجن بن الادرع السلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ تَعَالَى رَضِيَ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ الْيُسْرَ، وَكَرِهَ لَهَا الْعُسْرَ.[۱٤]

(اللہ تعالی نے اس امت کے لیے فراخی و آسانی کو پسند فرمایا ہے اور تنگی و مشکل کو ناپسند فرمایا ہے۔)

۱۲- نفس مصدر، أبواب التهجد، باب ما يكره من التشديد في العبادة، ۱:۳۸٦، رقم:۱۱۰۰۔

۱۳- نفس مصدر، كتاب الجماعة والإمامة، باب: من شكا امامه اذا طوّل، ۱:۲۴۹، رقم:۵۷۲۔

۱۴- سلیمان بن احمد الطبرانی، **المعجم الكبير** (موصل: مطبعة الزهراء الحديثه، س ن)، ۲۰:۲۹۸، رقم:۷۰۷۔

گویا شریعت عطا کرنے والے خالق کائنات کا منشاء بھی اپنی مخلوق کے لئے نرمی اور سہولت کو فراہم کرنا ہے۔ باری تعالی نے بھی تنگی اور مشقت کو ناپسند فرمایا ہے۔ اس سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا کہ شرعی احکام بنیادی طور پر کشادگی اور وسعت ہے اور یہ تخفیف وتیسیر کے مستحکم اصولوں پر استوار ہیں۔

سیرت کی روشنی میں آسانی اور رفع مشقت کا غالب عنصر

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو انسانیت کے لیے آسانیاں پیدا کرنے، اور مشکلات دور کرنے کے لیے نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا۔ آپ ﷺ کے اوصاف وکمالات بیان کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ يَضَعُ عَنۡهُمۡ إِصۡرَهُمۡ وَ الۡاَغۡلٰلَ الَّتِيۡ كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡ﴾.[۱۵]

(اور ان سے (احکام کا ناقابل برداشت بوجھ) ہلکا کریں گے جو ان کے گلے کا طوق اور پاؤں کی زنجیر بنا ہوا ہوگا۔)

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے متعدد ارشادات عالیہ میں یہ صراحت فرمائی ہے کہ آپ ﷺ کو آسانیاں فراہم کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے نہ کہ مشکلات پیدا کرنے والا۔

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے مطابق حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو احکام و معاملات میں آسانیاں پیدا کر دینے والا بنا کر مبعوث فرمایا۔[۱۶]

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اُمّت کے لیے معاملات کو سہل بنانے کی تلقین فرمائی ہے کہ معاملات کو آسان بناؤ اور انہیں مشکل نہ بناؤ۔ لوگوں میں خوش خبریاں عام کرو اور انہیں متنفر نہ کرو۔[۱۷]

اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ﷺ کا منشاء لوگوں کے لئے ہر معاملے میں آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ وہ اپنی امت پر اس قدر مہربان و مشفق ہیں کہ آپ ﷺ نے عبادت و معالات میں سے کسی امر میں بھی مشقت اور دشواری کو پسند نہیں فرمایا۔

۱۵- القرآن، ۷:۱۵۷۔

۱۶- مسلم بن الحجاج قشیری، **الجامع الصّحیح**، كتاب الطلاق، باب بيان أنّ تخيير امرأته لايكون طلاقا إلا بالنّيّة (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن)، ۲:۱۱۰۴، رقم: ۱۴۷۸۔

۱۷- بخاری، **الجامع الصّحیح**، كتاب العلم، باب قول النبي ﷺ يسّروا ولا تعسّروا وكان يحبّ التّخفيف واليسر على النّاس، ۱:۳۸، رقم: ۶۹۔

آپ ﷺ نے کسی شخص کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف مین ڈالنے سے سختی سے منع فرمایا۔ اس سے دین اسلام کے حکیمانہ اسلوب اور لوگوں کے لئے آسان اور سہل ہونے کا پتہ چلتا ہے کہ اس کی تعلیمات میں قدم قدم پر رحمت ومہربانی اور بشارت وخوشخبری کا تصور عام ہے۔

۳۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ، وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ.[18]

(بے شک تمہیں معاملات کو آسان بنانے کے لیے بھیجا گیا ہے، انہیں مشکل بنانے کے لیے نہیں۔)

شریعت اسلامی کا دوسرا بنیادی ماٰخذ کتاب اللہ کے بعد فرامین رسول ﷺ ہیں۔ اسلام کے صحیح تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے لیے اسلاف ائمہ فقہاء کے فہم دین سے استفادہ بھی ناگزیر ہے۔ مذکورہ ارشاد نبوی میں واضح طور پر اس امر کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ دین کا کوئی معاملہ ہو اس میں اس میں آسانی کے پہلو کو اجاگر کرنا اور مشکل کو نظر انداز کرنا شریعت کا تقاضا ہے۔ احکام شرع کے بارے میں اشادات نبوی ﷺ کی درست تشریح وتعبیر اور حقیقی ترجمانی فقہاء کرام کے آراء سے ہوتی ہے۔ اس سے یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ احادیث مبارکہ کو جس نہج پر سلف صالحین اور فقہاء کرام نے سمجھا اور اس سے احکام ومسائل کا استنباط کیا اس پر عمل پیرا ہونے سے ہم دنیا وآخرت میں سرخرو ہوسکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عبادات و معاملات میں امت کے لئے آسانی کو اختیار کرنے اور تنگی اور مشقت کو رفع کرنے کا حکم دیا، ائمہ فقہاء نے آپ ﷺ کے ارشادات عالیہ سے اصول وقواعد اخذ کرکے ہمارے لیے مزید آسانی پیدا کی۔ ذیل میں رفع حرج ومشقت کے حوالے سے چند فقہی قواعد کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

آسانی اور رفع حرج ومشقت سے متعلق فقہی قواعد

امام شاطبی نے تصریح کی ہے کہ وذلك أن المعلوم من الشريعة أنها شُرِعَتْ لمصالح العبادذ[19] "شریعت کے بارے میں یہ بات یقینی ہے کہ وہ مصالح عباد کے لئے بنائی گئی ہے۔" اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی سہولت کے لئے مصالح کی رعایت بطور حق اپنے ذمہ کرم پر لی ہے۔ امام قرافی نے لکھا ہے:[20]

فحق الله أمره ونهيه ....وحق العباد مصالحه.

۱۸- نفس مصدر، كتاب الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد،۱:۸۹، رقم:۲۱۷۔

۱۹- ابراہیم بن موسی بن محمد شاطبی، **الموافقات**(بیروت:دار الكتب العلمية،۱۴۲۵ھ/۲۰۰۳ء)،۱:۱۱۹۔

۲۰- امام شہاب الدین القرافی،**الفروق**(بیروت:دار الكتب العلمية،۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء)،۱:۲۵۶۔

(اللہ کا حق اس کے اوامر و نواہی........ اور بندے کا حق اس کے مصالح ہیں۔)

بقول سید عبد الرحمن بخاری[۲۱]: شریعت اسلامیہ میں بندوں کے دنیاوی اور اخروی مصالح کی پاسداری ان کا دینی حق ہے لیکن یہ حق ان کی کسی ذاتی اہلیت یا طبعی استحقاق پر مبنی نہیں جیسا کہ معتزلہ کا گمان ہے بلکہ اللہ تعالی نے خالق کائنات اور الہ العالمین ہونے کے ناطے محض اپنے لطف و کرم اور فضل و عنایت کی بنا پر انسانی مصالح کی رعایت بطور حق العباد اپنے ذمہ لی ہے۔[۲۲]

مصلحت کا عمومی تعلق افراد معاشرہ کے دین، نفس، عزت و آبرو، عقل اور مال کی حفاظت و تقویت سے ہوتا ہے۔ تمام ائمہ اصول نے انہی مصالح کا ذکر کیا ہے۔ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

المقاصد الخمسة وهی حفظ النفس والمال والنسب والدین والعقل۔[۲۳]

(شریعت کے مقاصد خمسہ یہ ہیں: جان، مال، نسب، دین اور عقل کی حفاظت۔)

امام آمدی لکھتے ہیں:

اسلام کی تشریعی فکر میں مصلحت کی رعایت وحیثیت ایک قطعی اجماعی حقیقت ہے۔[۲۴]

سید عبد الرحمن بخاری کے بقول شریعت اسلامیہ کے وہ تمام اعتقادی، تعبدی، تعاملی اور تعزیری احکام جو حلت و حرمت اور ندب و اباحت کے تکلیفی یا خیر و شر اور صواب و ناصواب کے اخلاقی دائروں پر پھیلے ہوئے ہیں اور بنیادی طور پر انہی مذکورہ مقاصد پنجگانہ کی حفاظت و رعایت کے لئے وضع کئے گئے ہیں، مصلحت کے مجازی فقہی اطلاق کے زمرے میں آتے ہیں کیونکہ یہ تمام احکام در حقیقت مصالح شرعیہ کے حصول کی شرعی تدابیر و اسباب کی حیثیت رکھتے ہیں حتی کہ شریعت اسلامیہ کا کوئی ایک بھی تکلیفی، وضعی یا اخلاقی حکم مصلحت سے عاری نہیں۔[۲۵]

امام غزالی نے المستصفی[۲۶] اور علامہ شوکانی نے ارشاد الفحول[۲۷] میں یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔ فقہاء اسلام نے مصلحت کے فقہی اطلاقات شرح و بسط کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ شرعی احکام کو مصلحت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے اس

۲۱- سید عبد الرحمن بخاری، **اسلامی قانون کا نظریہ مصلحت** (لاہور: **قائد اعظم** لائبریری، ۱۹۹۰ء)، ۲۵۲-۲۵۳۔

۲۲- امام فخر الدین الرازی، **المحصول** (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۹۹۷ء)، ۵:۱۷۶۔

۲۳- نفس مصدر، ۵:۱۶۰۔

۲۴- سیف الدین آمدی، **الاحکام فی اصول الاحکام** (**بیروت:** دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء)، ۳:۴۱۱۔

۲۵- عبد الرحمن بخاری، **اسلامی قانون کا نظریہ مصلحت**، ۱۱۳۔

۲۶- ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، **المستصفی من علم الاصول** (**بیروت:** دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۳ء)، ۱:۱۷۴۔

کے اطلاقات کا تیسرا دائرہ فقہی قواعد اور عام فروعی ضوابط پر مشتمل ہے۔ ان قواعد وضوابط میں رفع حرج وحاجت، ضرورت وحاجت، رخصت واستثناء اور ازالہ ضرر وفساد کے قواعد شامل ہیں۔[۲۸]

شرعی احکام میں آسانی وسہولت اور رفع حرج ومشقت سے متعلق بنیادی اہمیت کے حامل دو فقہی قواعد ہیں۔ فقہاء کرام نے کتاب وسنت اور اجماع امت سے استدلال کرتے ہوئے یہ قواعد مستنبط کیے ہیں۔ پہلا قاعدہ ہے:

اَلْمُشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيْرَ. [۲۹]

(مشقت آسانی پیدا کرتی ہے۔)

شرعی احکام میں سہولت اور رفع حرج کے حوالے یہ قاعدہ پانچ بنیادی فقہی قواعد میں سے تیسرے نمبر پر بیان ہوا ہے۔

رفع حرج کے حوالے سے دوسرا قاعدہ ہے:

إذا ضاق الأمر اتسع. [۳۰]

(جب (انسان کے لیے کسی معاملہ میں شدید) تنگی پیدا ہو جائے تو وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔)

اصولیین اور ائمہ فقہاء نے کتاب وسنت اور اجماع سے استدلال کرتے ہوئے مندرجہ بالا قواعد وضع کیے ہیں۔

قاعدہ یسر کے تحت شرعی احکام میں آسانی ورفع حرج کی چند مثالیں:

قاعدہ یسر کے بہت سے شرعی احکام میں تخفیف اور رخصت دی گئی ہے، مثلاً:

۱۔ بیمار اور معذور کو مشقت کی وجہ سے پانی سے وضو کی بجائے تیمم کے ساتھ نماز ادا کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔[۳۱]

رسول اللہ ﷺ رحمت وشفقت تھے اور ہر شرعی امر میں لوگوں کے لئے آسانی اور تخفیف کو مدنظر رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کی اجتماعی تکلیف اور مشقت کو رفع کرنے کی غرض سے مسواک کے بارے فرمایا:

لولا أن أشق على أمتي أو على الناس لأمرتهم بالسواك مع كل صلاة. [۳۲]

۲۷- محمد بن علی بن محمد الشوکانی، **إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول** (بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۲ء)، ۴۰۳۔

۲۸- عبد الرحمن بخاری، **اسلامی قانون کا نظریہ مصلحت**، ۱۱۳-۱۱۴۔

۲۹- امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی، **الإشباہ والنظائر** (بیروت: دار الكتب العلميه، ۱۴۱۹ھ)، ۷۶۔

۳۰- ابن عابدین، **رد المحتار** (بیروت: دار الفکر، ۲۰۰۰ء)، ۶:۲۶۔

۳۱- القرآن، ۴:۴۳۔

(اگر مجھے اپنی امت یا لوگوں کو تنگی اور مشقت میں مبتلا ہونے کا خیال نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔)

۲۔ دوران سفر نمازوں میں قصر کی رخصت دی گئی ہے۔[۳۳]

۳۔ قیام ورکوع اور سجود سے معذور شخص کو بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔[۳۴]

۴۔ عورتوں کو مخصوص ایام میں نمازوں کو معاف کر دیا گیا جب کہ رمضان کے روزے موخر کر کے حسب سہولت قضا کی گنجائش رکھی گئی۔[۳۵]

۵۔ مسافر اور مریض کو رفع حرج کے پیش نظر روزے میں چھوٹ دے دی اور بعد میں قضا کا حکم دیا گیا اسی طرح جس مریض کو شفا کی امید نہ ہو یا ضعف کے باعث روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کے لیے ہر دن کے بدلے کسی غریب کو کھانا کھلانا دینے کی رخصت ہے۔[۳۶]

فتح مکہ کے سفر میں جب لوگوں پر روزہ رکھنا مشکل ہو رہا تھا تو آپ ﷺ نے پانی منگوا کر افطار کر لیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی آپ ﷺ کی اتباع میں روزہ توڑ دیا لیکن جو لوگ پھر بھی روزہ سے رہے ان کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

أولئك العصاة أولئك العصاة.[۳۷] (وہ لوگ نافرمان ہیں، وہ لوگ نافرمان ہیں۔)

۶۔ زکوٰۃ شرائط کے ساتھ صاحبِ نصاب پر ہی فرض کر دی گئی ہے۔[۳۸]

۳۲- بخاری، **الصحیح**، كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، ۱:۳۳۳، رقم: ۸۴۷۔

۳۳- القرآن، ۴:۱۰۱۔

۳۴- کاسانی، **بدائع الصنائع** (بیروت: دار الكتاب العربی، ۱۹۸۲ء) ۱:۱۰۸۔

۳۵- مسلم، **الجامع الصحیح**، كتاب الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة، ۱:۲۶۵، رقم: ۳۳۵۔

۳۶- القرآن، ۲:۱۸۴-۱۸۵۔

۳۷- مسلم، **الجامع الصحيح**، كتاب الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر، ۲:۷۸۵، رقم: ۱۱۱۴۔

۳۸- محمد بن احمد سمرقندی، **تحفة الفقهاء** (بیروت: دار الكتب العلمية، ۱۴۱۴ھ-۱۹۹۴ء)، ۱:۲۷۱۔

۷۔ حج ہر صاحبِ استطاعت پر زندگی میں فقط ایک مرتبہ ہی فرض کیا گیا ہے اور اس میں نیابت کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔[۳۹]

۸۔ آپ ﷺ کو یہ گوارا نہیں تھا کہ کوئی شخص اپنی دولت سے کوئی چیز خرید کر ذخیرہ اندوزی کرے کہ جس سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک مرتبہ آپ نے دو افراد کو ذخیرہ اندوزی سے منع کیا انہوں نے موقف اختیار کیا کہ ہمیں اپنی دولت سے خریدی ہوئی اشیاء پر اختیار ہے کہ جب مرضی بیچیں۔ آپ نے فرمایا:

سمعت رسول الله ﷺ يقول من احتكر على المسلمين طعامهم ضربه الله بالإفلاس أو بجذام۔[۴۰]

(میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کی غذائی ضروریات کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے تنگدستی اور کوڑھ کے مرض میں مبتلا کر دیتا ہے۔)

ان دونوں میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غلام اپنی بات پر بضد رہا۔ بعد میں راوی ابو یحییٰ نے اسے دیکھا کہ وہ واقعی کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہو چکا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ میں ہے:

من احتكر حكرة يريد ان يغلى بها على المسلمين فهو خاطئ.[۴۱]

(جو شخص مسلمانوں پر گرانی کی نیت سے ذخیرہ اندوزی کرتا ہے وہ گناہگار ہے۔)

اس قسم کے ارشاداتِ گرامی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب بھی کسی نے شرعی احکام میں سہولت اور آسانی سے اعراض کر کے پُر مشقت اور مشکل عمل کو اختیار کیا تو آپ ﷺ نے اسے سخت ناپسند فرمایا۔

۹۔ جدید عصری مسائل میں ایک اہم مسئلہ انشورنس کا ہے۔ معاصر علماء نے لکھا ہے کہ دفع ضرر و دفع حرج اور تحفظ جان و مال کی شرعی اہمیت کی بنا پر موجودہ حالات میں جان و مال کا بیمہ جائز ہے۔[۴۲]

۳۹- القرآن، ۳:۹۷؛ مسلم، **الصحيح**، كتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر، ۲:۹۷۵، رقم:۱۳۳۷۔

۴۰- احمد بن حنبل، **المسند** (بیروت: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء)، ۱:۲۱، رقم:۱۳۵۔

۴۱- نفس مصدر، ۲:۳۵۱، رقم:۸۶۰۲۔

۴۲- **اہم فقہی فیصلے** (دہلی: اسلامک فقہ اکیڈمی، ۱۹۹۲ء)، ۵۶۔

ضرورت وحاجت کے تحت شرعی احکام میں آسانی اور یسر

شریعت نے ضرورت کے پیش نظر رفع حرج اور مشقت کے تحت ممنوع چیزوں کے استعمال کی اجازت دی ہے اور ترکِ واجب یا تاخیر واجب کی اجازت دی ہے۔ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی کے نزدیک ضروریات سے مراد وہ امور ہیں جن پر انسان کی دینی اور دنیوی زندگی اس طرح موقوف ہوتی ہے کہ ان کے فقدان کی صورت میں گویا زندگی ختم ہوتی اور راحت وسکون ختم ہوتا ہے اور آخرت میں اس وجہ سے انسان سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔[۴۳]

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے ضرورت کی جامع تعریف درج ذیل الفاظ میں بیان کی ہے:

"الضرورة: هي أن تطرأ على الانسان حالة من الخطر أو المشقة الشديدة بحيث يخاف حدوث الضرر أو أذى بالنفس أو بالعضو أو بالعرض أو بالعقل أو بالمال وتوابعها، ويتعين أو يباح عندئذ إرتكاب الحرام، أو ترك الواجب، أو تأخيره عن وقته دفعا للضرر عنه في غالب ظنه ضمن قيود الشرع".[٤٤]

(ضرورت کسی انسان کی شدید پریشانی اور مشقت کی وہ حالت ہے کہ جس میں اگر وہ ممنوع چیز کو استعمال نہ کرے تو اسے تکلیف، نفس یا کسی عضو کے تلف ہونے کا خوف ہو یا عزت و آبرو عقل ومال اور اسی طرح کی دیگر چیزں کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس حالت میں شرعی حدود وقیود کے ساتھ نقصان کے تدارک کے لئے بامر مجبوری حرام کا ارتکاب یا کسی واجب امر کا ترک کرنا یا اپنے وقت سے موخر کرنا مباح ہو جاتا ہے۔)

ضرورت کی شدید ترین حالت اضطرار ہے۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں:

والاضطرار: الاحتياج إلى الشيء۔[۴۵] (کسی شے کی حاجت اضطرار کہلاتی ہے۔)

گویا اضطرار حالتِ ضرورت کی وہ صورت حال جس میں جان، مال، دین، عزت و آبرو اور عقل کے تلف و برباد ہونے کا یقین یا غالب گمان ہو جائے خواہ کسی بھی سبب سے ہو وہ حالتِ اضطراری کہلائے گی۔ ضروری نہیں کہ اضطرار صرف شدید بھوک ہی ہو بلکہ بعض اوقات جان کی ہلاکت کی دھمکی پر کلمہ کفر پر بھی مجبور کیا جاتا ہے۔ ایسی صورت حال میں شریعت نے بندے کے لئے نرمی، آسانی، تخفیف اور سہولت کا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق تنگی نہ ہونا یہ دین متین کی وہ وسعت ہے جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو توبہ اور کفارہ کی

۴۳- الزحیلی، **نظرية الضرورة الشرعية** (بیروت: موسسة الرسالة، ۱۹۸۵ء)، ۵۲۔

۴۴- نفس مصدر، ۶۷-۶۸۔

۴۵- ابن منظور، **لسان العرب** (بیروت: دار صادر، س ن)، ۴: ۴۸۳۔

صورت میں عطا فرمائی ہے۔ اسی بات کو امام شاطبی نے بیان کیا ہے۔[۴۶] علامہ حموی ضرورت کی وجہ سے شدت کی بھوک میں مردار کھالینا اور حلق میں پھنسے ہوئے لقمہ کو شراب سے اتارلینا اور اکراہ کی صورت میں کلمہ کفر کہہ دینا جائز سمجھتے ہیں۔[۴۷] امام شاطبی کے نزدیک قوت وضعف، حالات، ارادے کی پختگی و کمزوری، زمانہ اور اعمال کے اعتبار سے مشقتیں مختلف ہوا کرتی ہیں۔[۴۸]

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے رخصت وضرورت کے چودہ اسباب بیان کئے ہیں۔ وہ رقم طراز ہیں:

والواقع أن للضرورة بمعناها الأعم الشامل لكل ما يستوجب التخفيف على الناس حالات كثيرة أهما أربع عشرة حالة.[٤٩]

(حقیقت یہ ہے کہ ضرورت کو جب وسیع مفہوم میں لیا جائے تو اس سے وہ تمام چیزیں مراد لی جاتی ہیں جو کہ تخفیف اور سہولت کا باعث ہوا کرتی ہیں۔ اس کی بہت سی اقسام اور صورتیں ہیں جن میں اہم چودہ ہیں۔)

اس مقام پر ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے ان چودہ اسباب کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے:

فاذا وجدت حالة ضرورة من هذه الحالات، أبيح المحظور، أو جاز ترك الواجب.[٥٠]

(جب مذکورہ حالات واسباب ضرورت میں سے کوئی پایا جائے تو اس صورت میں یا تو ممنوع کا ارتکاب مباح ہو جائے گا یا واجب کو ترک کرنے کی اجازت ہو گی۔)

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ ضرورت کا اعتبار سفر وحضر دونوں کو شامل ہے یعنی مسافر اور مقیم دونوں کے لئے یہ حالت اضطرار محرمات شرعیہ کی اباحت شرعاً ثابت ہے لیکن بلاوجہ ہر تنگی کو حاجت کا نام نہیں دیا جاسکتا۔

حاجت کا معنی ومفہوم:

علامہ ابن عابدین شامی کے نزدیک حاجت سے مراد وہ شے ہے جو تحقیقی طور پر انسان کی ہلاکت کو دفع کرے جیسے کھانے پینے کا سامان رہائش اپنے دفاع کے لئے اسلحہ اور لباس جو گرمی سردی سے بچائے۔[۵۱]

۴۶- شاطبی، **الموافقات**، ۲:۱۵۹۔

۴۷- **الاشباہ والنظائر مع شرح الحموی**، ۱۰۸۔

۴۸- شاطبی، **الموافقات**، ۱:۱۴۰۔

۴۹- الزحیلی، **نظرية الضرورة الشرعية**، ۷۳۔

۵۰- نفس مصدر، ۷۴۔

۵۱- ابن عابدین، **الدر المختار**، ۲:۲۶۲۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے لکھا ہے:

الحاجيات: وهي التي يحتاج الناس إليها لرفع الحرج ودفع المشقة عنهم، بحيث إذا فقدت، وقع الناس في ضيق دون أن تختل الحياة. [٥٢]

(حاجیات سے مراد وہ امور ہیں کہ لوگ تنگی اور مشقت سے دور کرنے کے لئے ان کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے کہ اگر ان کا تدارک نہ کیا جائے تو لوگوں کی جان کو خطرہ تو نہیں ہوتا مگر وہ تنگی اور مشقت میں پڑ جاتے ہیں۔)

حاجت سے مراد وہ انسانی تقاضے ہیں کہ جس کو اگر پورا نہ کیا جائے تو انسان ہلاک ہو جائے۔ یہ حاجات شخصی بھی ہو سکتی ہیں اور اجتماعی بھی۔ قاعدہ ضرورت و حاجت کے تحت آسانی اور یسر کے پیش نظر شرعی احکام کی کئی مثالیں قرآن احادیث مبارکہ میں ملتی ہیں۔ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ اگر بھوک پیاس کی شدت کی وجہ سے کسی کی جان کو خطرہ ہو اور کوئی حلال غذاء میسر نہ ہو تو مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کردہ جانور کو بھی حسبِ ضرورت استعمال کرنا جائز ہے۔[۵۳] جب یقینی طور پر جان خطرہ میں پڑ جاتی ہے تو مردار، خنزیر، شرب دم و خمر وغیرہ تک مباح ہو جاتا ہے۔[۵۴] مسند اَحمد بن حنبل[۵۵] اور سنن ابو داود[۵۶] میں مروی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو مجبوری کی حالت میں مُردار اونٹنی کا گوشت کھانے کی اِجازت دی۔

خلاصہ بحث

مذکور بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے انسانوں کی سہولت اور آسانی کی خاطر بہت سے شرعی احکام میں عمومی مشقت اور حرج کی وجہ سے استثنائی احکامات جاری کئے ہیں۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول اکرم ﷺ کا منشاء یہی ہے کہ مخلوق کو آسانی اور سہولت میسر ہو۔ حضور علیہ السلام کے اوصاف و کمالات میں نرمی و شفقت کا عنصر نمایاں تھا۔ آپ ﷺ نے ہر تنگی اور تکلیف کی صورت میں آسانی اور سہولت کی تعلیمات عطا فرمائی۔ عبادات ہوں یا معاملات آپ ﷺ

۵۲- **نظرية الضرورة الشرعية**، ۵۲۔

۵۳- القرآن، ۲:۱۷۳۔

۵۴- سیوطی، **الاشباہ والنظائر**، ۸۵۔

۵۵- احمد بن حنبل، **المسند**، ۵:۱۰۴، رقم: ۲۱۰۳۱۔

۵۶- ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی، **السنن** كتاب الأطعمة، باب في المضطر إلى الميتة (بيروت: دار الفكر، ١٤١٤هـ/ ١٩٩٤ء)، ۳:۳۵۸، رقم: ۳۸۱۶۔

نے امت مرحومہ کو اعتدال، میانہ روی اور سہولت والا آسان راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ یہ اسلام کا حکیمانہ اسلوب ہے کہ اس نے ہمیں ہر معاملہ میں سہل اور آسان راستہ اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اسلاف نے اسلامی تعلیمات کے مطابق ہمارے لئے احکام و مسائل کے استنباط میں اصول یسر کو پیش نظر رکھا۔ معلوم ہوا کہ دین میں کسی قسم کی سختی اور مشقت نہیں ہے کیونکہ اسلام دین رحمت و شفقت ہے اور اس کے اوامر و نواہی پر عمل کرنا نہایت آسان ہے۔

سفارشات

حضور ﷺ نے کبھی بھی مشقت اور تکلیف کو پسند نہیں فرمایا بلکہ جس نے شرعی رخصت کی بجائے مشقت کو اپنانے کی کوشش کی آپ ﷺ نے اسے نافرمان اور گناہ گار قرار دیا۔

۱۔ علما و محققین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ شرعی احکام کے آسانی اور سہولت والے پہلوؤں کو اجاگر کریں تاکہ ہر عام و خاص اس پر عمل پیرا ہو کر اپنی عاقبت سنوارنے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی بہتر مسلمان بن کر رہیں۔

۲۔ دینی رہ نمائی کرتے ہوئے حکمت و تدبر کے ساتھ شائستگی اور نرمی کو اختیار کریں۔

۳۔ ارباب اختیار کو چاہئے کہ تعلیمی نصاب میں دین متین کے آسانی اور سہولت والے پہلو سے متعلق مواد شامل کریں، جس سے عوام کو دین سے متعلق آگاہی حاصل ہو اور ان کے لیے اس پر عمل پیرا ہونا آسان ہو جائے۔

۴۔ دعوت و تبلیغ اور اشاعت دین کے ذمہ داران کے لیے ضروری ہے کہ وہ تلخی، ترش روی اور طنزیہ لہجے سے اجتناب کریں اور لوگوں کے ساتھ رفق و مروت اور حسنِ اخلاق سے پیش آئیں۔

۵۔ رحمت و رافت اور رفق و سہولت اسلام کا بیش قیمت اثاثہ ہے۔ تعلیمات نبوی کا روشن اور تابناک پہلو ہے جو ہماری درسگاہوں میں اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

Bibliography

1. Holy Qur'ān.
2. Aḥmad b. Ḥanbal, Abū ʿAbd Allāh b. Muhammad, *al-Musnad.* Beirut: al-Maktab al-Islāmī. .
3. Abū Dāwūd, Sulaymān b. Ashʿath al-Sijistānī, *al-Sunan*, Beirut: Dār al-Fikr, 1994.
4. *Aham Fiqhī Fayṣalay*, India, Islamic Fiqh Academy, 1992.
5. Al-Ṭabarānī, Abū al-Qāsim Sulaymān b. Aḥmad b. Ayyūb b. Maṭīr al-Lakhmī, *al-Muʿjam al-Kabīr*, Cairo, Egypt, Maktaba Ibn Taymiyyah.
6. Al-Āmidī, Sayf al-Dīn Abū al-asan ʿAlī b. ʿAlī b Muhammad, *al-Iḥkām fī Uṣūl al-Aḥkām*, Beirut, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1400 ah/1980.
7. Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muhammad b. Ismāʿīl b. Ibrahīm b. Mughīra, *al-Ṣaḥīḥ*, Beirut, Dār Ibn Kathīr al-Yamāma, 1407 ah/1987.
8. Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid Muhammad b. Muhammad al-Ghazālī al-Ṭūsī, *al-Mustaṣfā min ʿIlm al-Uṣūl,* Beirut, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1993.
9. Al-Rāzī, Abū ʿAbd Allāh Muhammad b. ʿUmar b. al-Ḥasan b. al- Ḥusayn b. ʿAlī al-Tamīmī, Fakhar al-Dīn, *al-Maḥṣūl*, Beirut, Muʾassasat al-Risāla, 1997.
10. Al-Samarqandī, Muhammad b. Aḥmad b. Abī Aḥmad, Abū Bakr ʿAlāʾ al-Dīn (d. 539 ah), *Tuḥfa al-Fuqahāʾ*, Beirut, Dār al-Kutub al- ʿIlmiyyah, 1414 ah/1994.
11. Al-Shāmī, Ibn ʿĀbidīn, Muhammad Amīn b. ʿUmar b. ʿAbd al-ʿAzīz ʿĀbidīn al-Dimashqī al-Ḥanafī. *Radd al-Muḥtār ʿalā Durr al-Mukhtār ʿalā Tanwīr al-Abṣār*, Beirut, Dar al-Fikr, 2000.
12. Al-Shawkānī, Muhammad b. ʿAlī b.Muhammad, *Irshād al-Fuḥūl ilā Taḥqīq al-Ḥaqq min ʿIlm al-Uṣūl*, Beirut, Dār al-Fikr, 1992.
13. Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn Abū al-Faḍl ʿAbd al-Raḥmān b. Abī Bakr b. Muhammad b. Abī Bakr b. ʿUthmān, *al-Ashbāh wa al-Naẓāʾir*, Beirut, Dār al-Kutub al- ʿIlmiyya, 1411 ah/1990.
14. Al-Zuḥaylī, Dr Wahbah b. Muṣṭafā, *Naẓariya al-Ḍurūra al-Sharʿiyyah*, Beirut, Muʾassasat al-Risāla, 1985.
15. Ibn Manẓūr, Muhammad b. Mukarram b. ʿAlī b. Aḥmad b. Abī Qāsim b. Ḥabqa al-Ifrīqī, *Lisān al-ʿArab*, Beirut, Dār Sādir.
16. Muslim, Abū al-Ḥusayn Muslim b. al-Ḥajjāj b. Muslim b. Ward Qushayrī al-Naysābūrī, *al-Ṣaḥīḥ,* Beirut, Dār al-Iḥyāʾal-Turāth al-ʿArabī.
17. Qarāfī, al-Imām Shihāb al-Dīn (684 ah), *Al-Furūq* (*Anwār al-burūq fī anwāʿal-furūq*), Beirut, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1418 ah/1998.
18. Shāṭibī, Abū Isḥāq Ibrāhīm b. Mūsā, *al-Muwāfaqāt,* Beirut Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1425 ah/2004**.**
19. Syed ʿAbd al-Raḥmān Bukhārī, *Islāmī Qānūn kā Naẓariya Maṣliḥat*, Lahore, Pakistan Quaid-e-Azam Library, 1990.